قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 11 نومبر 2021ء | 05 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 11 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:268

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ نُدۡخِلۡکُمۡ مُّدۡخَلًا کَرِیۡمًا ﴿۳۲﴾

(النساء: 32)

ترجمہ: اگر تم اُن بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تُم سے تمہاری بدیاں دور کر دیں گے اور ہم تمہیں ایک بڑی عزّت کے مقام میں داخل کریں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ’’إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ، وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ‘‘. قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ’’إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ‘‘

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22166)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی ناگوار گزرے تو تو مومن ہے۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکنے لگے تو اسے گناہ سمجھ کر چھوڑ دے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

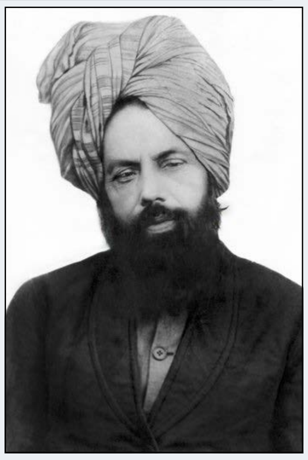

گناہوں کی حقیقت

گناہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کرنا اور ان ہدایتوں کو جو اس نے اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے۔ جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اس کو سمجھا دیا جاوے۔ پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے۔ اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑے گا بلکہ اسی دنیا میں بھی اس کو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔

دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے۔ لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اس طرح پیچھا چھڑا سکتا ہے۔ مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تم کو پناہ مل جاوے۔ اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت بری شئے ہے۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس جرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 607 ایڈیشن 1988ء)

فرمانِ خلیفۂ وقت

اگر انسان اپنی حیثیت پر غور کرتا ہے تو ہمیشہ عاجزی کا اظہار ہو اور اس کے جائزے سب سے زیادہ انسان خود لے سکتا ہے۔ دوسرے کے کہنے پر تو بعض دفعہ غصہ بھی آ جاتا ہے چِڑ بھی جاتا ہے لیکن خود اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈالیں تو یہ سب سے بہترین طریقہ ہے۔ ایمانداری سے قرآنی احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور یقیناً ہر احمدی میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، صرف ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے تو یہ جائزے بڑی آسانی سے لئے جا سکتے ہیں۔ پس قرآنِ کریم کو پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکموں پر غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ آج مختصر وقت میں تمام احکامات کی تفصیلات تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا، جیسا کہ میں نے کہا خود ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور یہ تبھی ہو گا جب قرآنِ کریم کی ہر گھر میں باقاعدہ تلاوت بھی ہو، اُس کو سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو۔ بچوں کی بھی نگرانی ہو کہ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں، قرآنِ کریم کو پڑھنے کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔ ہر احمدی کو جس کا ایمان لانے کا دعویٰ ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا دعویٰ تبھی مکمل ہوتا ہے جب یومِ آخرت پر بھی ایمان ہو اور یقین ہو اور یہ واضح ہو کہ مرنے کے بعد کی ایک زندگی ہے جس میں اس دنیا کے کئے گئے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ جہاں آخری فیصلہ ہو گا، جہاں جزا سزا کا فیصلہ ہو گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر 2011ء)

اس شمارہ میں

- سلام طالع (منظوم)
- الفضل بطور تربیت گاہ
- سورۃ الشعراء اور النّمل کا تعارف
- حضرت مستری احمدی دین بھیروی رضی اللہ عنہ

دربارِ خلافت

تم وہی سوہنے خان ہو، خوابوں والے...

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ کمترین 1899ء میں ریاست پٹیالہ میں محکمہ بندوبست میں ملازم ہوا اور کام پیمائش کا کرتا رہا۔ شیخ ہاشم علی سنوری گرداور قانون گو تھے۔ ہماری پڑتال کو آیا اور کام دیکھ کر بہت راضی ہوا۔ انہوں نے بیان کیا کہ تمہارے سے قادیان کتنی دور ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تیس کوس ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم ہوں۔ مَیں نے جواب دیا (یعنی اُس وقت یہ احمدی نہیں تھے ناں تو ان کا لہجہ کیا تھا) کہ ایک مرزا صاحب چوہڑوں کا پیر ہے۔ ایک عیسیٰ بن گیا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) اور دولت اکٹھی کر رہے ہیں۔ چند روز گزرے تو موضع ہٹ میں ایک بزرگ ولی اللہ کی مزار دیرینہ ہے (پرانا مزار ہے) جس کا نام فتح علی شاہ ہے۔ میری خواب میں اس بزرگ کی مزار میں جنابِ مسیح موعود آئے۔ مَیں نے مسیح موعود کو لوئی بچھا دی۔ حضرت صاحب اوپر بیٹھ گئے۔ مَیں اُن کی خدمت میں حاضر رہا (یہ اپنی خواب کا ذکر کر رہے ہیں) اور خدمت کرتا رہا۔ ایک ماہ لگاتار یہی حالت رہی۔ اس کے بعد میری خواب میں شاہ فتح علی صاحب مزار والے آئے اور فرمایا کہ امامِ وقت پیدا ہو گیا قادیان میں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا غلام احمد! اس بزرگ نے فرمایا۔ مرزا غلام احمد صاحب۔ میں ایسا خواب خیال سمجھ کر چُپ رہا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میری خواب والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ تم کیوں نہیں قادیان گئے اور کیوں نہیں بیعت کی۔ جلدی جا کر بیعت کرو۔ میں ارادہ مستقل کر کے رخصت لے کر گھر آیا۔ کچھ خانگی معاملات کی وجہ سے مجھے دیر ہوگئی کہ وہی ولی اللہ پھر خواب میں ملے کہ ہم نے تم کو گھر بیٹھنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ تم جلد ہی قادیان جا کر بیعت کر لو۔ اس دن کمترین گھر سے روانہ ہو کر موضع راسگو میں رات جا رہا۔ (وہاں ٹھہرے) اُس جگہ میرے رشتہ دار تھے۔ انہوں نے کہا: ماہ پوہ کے بعد چلیں گے۔ مَیں نے اُن کی بات کو مان لیا۔ رات کو مجھے خواب میں شاہ فتح علی صاحب ملے اور فرمایا۔ پندرہ کوس آ گئے ہو اور سترہ کوس باقی ہے۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ کونسا تم کو خوف ہے۔ پھر صبح کو روانہ ہوا۔ قادیان میں پہنچ گیا۔ جناب مسیح موعود علیہ السلام صاحب جنوب کی طرف بہت سے آدمیوں کے درمیان سیر کو گئے تھے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جنگل میں کیوں جمع ہو گئے۔ لوگوں نے بتلایا کہ مرزا صاحب سیر کو جا رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ جاتے ہیں۔ مَیں اُن لوگوں کے ساتھ ہو کر جا ملا اور جا کر حضرت صاحب کے ساتھ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اور مصافحہ کیا۔ مرزا صاحب نے مجھے فرمایا کہ کس جگہ سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ضلع ہوشیار پور اور موضع میٹیانہ سے آیا ہوں۔ فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: سوہنے خان۔ فرمایا تم وہی سوہنے خان ہو، خوابوں والے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بتا دیا تھا)۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں وہی آپ کا غلام ہوں۔ فرمایا تین دن تک رہو۔ تین دن کے بعد بیعت لے لیں گے۔ تین دن کے بعد بیعت لی۔ فرمایا کہ پہلے مسیح ناصری کے بھی بیعت غریب لوگ ہوئے تھے۔ (انہوں نے کہا تھا ناں کہ بہت سے غریب لوگ

بقیہ صفحہ 5 پر

سلام طالع

سلام طالع، سلام طالع
بلند تیرا مقام طالع
ہر ایک لب پہ ہے نام تیرا
ہر ایک دل میں ترا بسیرا
لہو سے تیرے ہوا سویرا
عظیم تھا تیرا کام طالع
سلام طالع، سلام طالع
بلند تیرا مقام طالع
خلیفہ نے خود ہے دی گواہی
تو تھا بہادر مرا سپاہی
تو راہِ عشق و وفا کا راہی
رہے گا زندہ یہ نام طالع
سلام طالع، سلام طالع
بلند تیرا مقام طالع
وفا کو اپنا شعار کرنا
سدا خلافت سے پیار کرنا
خلیفہ پر جان نثار کرنا
یہی تھا تیرا پیام طالع
سلام طالع، سلام طالع
بلند تیرا مقام طالع

مرزا ندیم احمد، یوکے

آج کی دعا

سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہوجاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہوجاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ:617، ایڈیشن 1988ء)

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہودؑ علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی گناہوں سے پاک ہونے کی دعا کرنے کی تحریک پر مشتمل ارشاد ہے۔

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

اداریہ

الفضل بطور تربیت گاہ

روزنامہ الفضل کا پہلا صفحہ آغاز سے ہی ہماری ’’تربیت گاہ‘‘ چلا آرہا ہے

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری اور دل موہ لینے والی دینی امور سے لبریز پُر اثر احادیث، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پُرمعارف تعلیمی و تربیتی ارشادات، خلفائے احمدیت اور بالخصوص خلیفہ وقت کے اسلامی اخلاقیات کے حسن سے مالا مال، قرآن کریم کے احکامات و نصائح پر مشتمل خطبات، خطابات روزنامہ الفضل کا حسن رہے ہیں اور آج بھی اس کا طرہ امتیاز ہیں، یہ بھی کہنا غلط نہ ہو گا کہ الفضل ہی خلافت سلسلہ کا دایاں بازو اور اس کی آواز بن کر گویا خلافت کا ترجمان ہے۔

دنیا بھر میں پھیلے الفضل کے قارئین اپنے مکتوبات، مراسلوں اور تبصروں میں اس امر کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ایم ٹی اے کے ذریعے پیارے حضور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور خطابات سن لیتے ہیں یا بامر مجبوری لائیو نہ سننے کی صورت میں ریپیٹ ٹیلی کاسٹ یعنی نشر مکرر سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن یہی خطبہ یا خطاب یا ورچوئل ملاقات جب الفضل کے صفحات کی زینت بنتے ہیں تو وہاں پڑھنے کا الگ ہی مزہ آتا ہے۔ اول تو حضور کی خطبہ میں کی ہوئی باتیں ونصائح مستحضر ہوجاتی ہیں۔ اور دوم سنتے وقت جو باتیں توجہ دینے سے رہ جاتی ہیں وہ بغور پڑھنے سے اور گھروں میں فیملی کلاسز میں اس کے بعض حصے اہل خانہ کو سنانے سے خود عمل کرنے کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے اور حضور کی باتوں پر عمل کرنے کا نہ صرف موقع ملتا ہے بلکہ پرنٹنگ کی صورت میں ریکارڈ رکھنا بھی آسان ہوجاتا ہے۔

تو گویا یہ تربیت گاہ اس لحاظ سے ہزاروں گھروں میں میسر ہوتی ہے۔

دین اسلام کا ایک اصل تو اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ دوسرا اصل سنت رسول ﷺ ہے جو احادیث کے ذریعہ ہمیں ملتی ہے۔ ان دونوں اصول کو آج کے دور کے حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی علیہ السلام کے رشحاتِ قلم کے مستقل عنوان کے تحت دیئے جانے والے ارشادات، ملفوظات اور آپؑ کی عملی شخصیت سے ہر روز نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔ اور الفضل میں آنے والے فرمان خلیفہ وقت اور دربارِ خلافت کے عناوین میں خلیفہ وقت کے بروقت ارشادات مزید چمک پیدا کرتے ہیں۔ جنہیں روزنامہ الفضل پہلے صفحہ پر ایک ہی موضوع کے تحت جمع کر کے احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بناتا ہے۔

جب ہم بچے تھے یا زمانہ طفولیت اور لڑکپن کے دور میں بلوغت سے گزر رہے تھے۔ اور اڑوس پڑوس میں آنا جانا رہتا تھا تو ہر طرف سے یہ آواز کانوں میں سنائی دیتی تھی کہ ہمارے امی ابا یہ کہتے ہیں کہ

’’دیکھو! یہ اخبار (الفضل) جماعتی اخبار ہے۔ جو بہت محنت سے تیار ہوتا ہے اور جماعت کی ایک خطیر رقم اس کی تیاری اور ترسیل پر خرچ ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ضرور پڑھا کرو۔ اگر درسی تعلیم کی وجہ سے سارا نہ پڑھ سکو تو کم از کم پہلا صفحہ ضرور پڑھ لیا کرو‘‘

مجھے یاد ہے کہ ہمارے والدین بھی ہمیں اسی امر کی تلقین کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں بعض مائیں زیادہ پڑھی لکھی نہ ہوتی تھیں بمشکل اردو پڑھ لیتیں یا اپنے دستخط کرلیا کرتی تھیں۔ گویا کم پڑھی لکھی یا ناخواندہ کہلاتی تھیں۔ مگر بچوں کی تربیت کے اصولوں سے نہ صرف واقف ہوتی تھیں بلکہ بچوں کی تربیت کرنا جانتی تھیں۔ اُن میں خاکسار کی والدہ محترمہ بھی شامل تھیں۔ ابتدائی چند کلاسز پڑھی ہوئی تھیں۔ گو اردو پڑھ لیتی تھیں لیکن ہم بہن بھائیوں کی تعلیم وتربیت پر گہری اور کڑی نظر رکھتی تھیں۔ اس کے لئے انہوں نے ایک انوکھا اصول اپنا رکھا تھا کہ صبح ناشتے کے لئے چنگیر کے ارد گرد بچھی پیڑیوں (اس زمانہ کا ڈائننگ ٹیبل) پر ہم میں سے اول کسی کو اس وقت تک آنے کی اجازت نہ ہوتی جب تک ہم نماز اور قرآن کریم کی تلاوت نہ کر لیتے اور جب ہم ان دونوں امور کی سرانجام دہی کر کے چنگیر کے ارد گرد آ بیٹھتے تو پیاری امی جان نے الفضل یا کسی رسالہ کو چنگیر کے قریب رکھا ہوتا تو ہم میں سے کسی کو کہتیں کہ الفضل کا پہلا صفحہ پڑھ کر سناؤ، یوں اُس دور کی سادہ لیکن تربیتی نقطہ نظر سے بہت اہم فیملی کلاس ہو جاتی، اس دُوررس تربیت کے طریقہ سے ہم بہن بھائیوں نے بعد میں بہت فائدہ اٹھایا اور ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کے بنے بنائے اصول مل گئے۔

اب جبکہ الفضل آن لائن کے ذریعہ یہ علمی اور روحانی نہر، بے شمار اور انگنت راجباہوں کی صورت میں ساری دنیا کے پیاسی روحوں کی سیرابی کے سامان مہیا کر رہی ہے تو یہ جماعتی اخبار خدا تعالیٰ کے فضل سے جگہ جگہ بلکہ گھر گھر فیملی کلاسز کے ذریعہ تربیت گاہ کا کام کر رہا ہے۔

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنے تینوں بچوں کے موبائل فونز پر روزنامہ الفضل آن لائن کی Apps ڈاؤن لوڈ کر رکھی ہیں اور ان کو کہہ دیا ہے کہ روزانہ کے شمارہ کو کھول کر کم از کم اس کا پہلا صفحہ ضرور پڑھیں۔

• سسکاٹون، کینیڈا سے مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب نے ایک خط کے ذریعے بتلایا کہ ہم اس مادی ماحول میں روزانہ ہی اپنے گھر میں فیملی کلاس کا اہتمام کرتے ہیں جس میں روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ کے چاروں آئٹمز (آیت، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح) باری باری پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور ہمارے بچوں نے الفضل کی بدولت کئی قرآنی آیات واحادیث یاد بھی کر لی ہیں۔

• مکرم عبدالستار خان مبلغ سلسلہ کمبوڈیا نے لکھا کہ ایک ہی جگہ پر ایک ہی Topic پر قرآن، حدیث، رشحاتِ قلم اور فرمانِ خلیفہ وقت دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور ایک موضوع پر درس تیار ملتا ہے۔

• مکرم ظہیر احمد باجوہ مبلغ سلسلہ امریکہ نے مجھے ایک بار بتایا کہ میں الفضل کے پہلے صفحہ کا درس نماز کے بعد مسجد میں دے دیتا ہوں، یوں تیار شدہ درس ایک جگہ مل جاتا ہے۔ جب ہم پاکستان میں تھے تو مساجد میں جو درس ہوتے تھے ان کے لئے الفضل بہترین ذریعہ تھا۔

• مکرم سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ امریکہ نے مجھے فون پر بتایا کہ میں الفضل کا پہلا صفحہ اپنی ورچوئل کلاسز میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

• مکرم بشیر احمد شاہد مبلغ سلسلہ لٹویا پہلے صفحہ پر موجود رشحاتِ قلم حضرت مسیح موعودؑ اور فرمانِ خلیفہ وقت، قرغیز ازبک زبان میں اور مکرم وسیم احمد سروعہ مبلغ مقدونیہ انہیں لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ پر آویزاں کر دیتے ہیں۔

* مکرم آصف بلوچ آف برطانیہ نے خاکسار کے نام اپنے تفصیلی خط میں لکھا کہ میرے چچا کہا کرتے تھے کہ جس گھر میں الفضل آتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا فضل لاتا ہے۔ اور ساتھ لکھا کہ ہمارے شہر کی دور دراز بسنے والی جماعتوں میں الفضل ہی تربیت کا بہترین ذریعہ تھا۔

• مکرمہ قدسیہ نوروالا نے ناروے سے گزشتہ دنوں ایک مضمون الفضل کی اہمیت اور برکات تحریر کیا جو الفضل آن لائن کی زینت بن چکا ہے اس میں بھی موصوفہ نے اس امر کا برملا اظہار فرمایا ہے کہ اخبار الفضل ایک بہترین تربیتی ادارہ ہے۔

مکرم ظہیر احمد طاہر، نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے لکھا کہ میرے دادا اور ان کے بھائی مجھ سے بچپن میں روزانہ الفضل کا پہلا صفحہ سنتے تھے حالانکہ وہ دونوں پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یوں الفضل سے محبت اُسی دور میں میرے دل میں پیدا ہوئی۔

الفضل کے مضمون نگار، ابو سدید بتاتے ہیں کہ اُن کی والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ زندگی میں جب بھی مجھے کوئی مشکل یا مسئلہ درپیش ہوتا رہا ہے تو اس کا حل اُس دن کے روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ پر موجود ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے خوبصورت الفاظ میں موجود ہوتا تھا جو دل کی ڈھارس اور اطمینان کا موجب بن جاتا تھا۔

الغرض دوست احباب اخبار الفضل کو درس گاہ، مدرسہ، اسکول، تربیتی ادارہ اور تعلیمی انسٹیٹیوٹ قرار دیتے رہے اور اب بھی اس امر کا برملا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ کوئی اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ ’’آ ؤ! اردو سیکھیں‘‘ سے ہم اپنے بچوں کو اس قابل ہوتا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ قارئین کی اکثریت ’’کتاب تعلیم کی تیاری‘‘ پر یہ تبصرے کر رہی ہے کہ ان آرٹیکلز میں بیان تین حقوق یعنی اللہ کے حقوق، اپنے نفس کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ایسے رنگ میں پیش ہو رہے ہیں جو دلوں میں جگہ پاتے اور طبائع کا اللہ کی طرف میلان کرتے ہیں۔ ایک خاتون مریم رحمان نے الفضل کے حوالہ سے تربیت کے ذکر میں لکھا کہ

This week with Huzur اور تحریکات خلفاء کے عناوین سے خلافت سے وابستگی میں مضبوطی آرہی ہے۔

صرف ماہِ ستمبر میں جو نئے فیچر کا آغاز ہوا ہے۔ اس حوالہ سے مکرم محمد امجد خان ایڈووکیٹ نے آسٹریلیا سے لکھا۔ یہ فیچرز دنیا بھر کی مختلف طبائع کے مزاجوں کا امتزاج معلوم ہوتے ہیں۔ جب کسی طبیعت کا مضمون کسی کو مطلوب ہو وہ الفضل میں کسی نہ کسی دن مل جاتا ہے۔

اس تربیت گاہ کے دائرہ کار کو بڑھانے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اگر ایک قاری اپنے ساتھ ایک مزید قاری پیدا کرے اور اپنے گھر میں بھی درس گاہ کا انتظام کرے تو یہ بھی دعوت الی اللہ کا بہترین انداز ہوگا۔ کیونکہ اصلی وحقیقی دعوت الی اللہ اپنے نفس سے، افراد خانہ اور اہل وعیال سے شروع ہوتی ہے کہ آپ کے نفس اور اہل و عیال کا آپ پر سب سے زیادہ حق ہے۔

آخر پر یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل کو ہم میں سے ہر ایک کی اپنی علمی و روحانی کیفیات کو جلا بخشنے کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

(ابو سعید۔ لندن)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ الشّعراء اور النّمل کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الشّعراء

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دو سو اٹھائیس آیات ہیں.

اس سورت کا آغاز ایک دفعہ پھر بعض مقطعات سے کیا گیا ہے اور اس میں لفظ ''س''بطور حرف مقطعہ پہلی بار نازل فرمایا گیا ہے۔ اس کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں اور ہیں لیکن بعض اہلِ علم ان مقطعات کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ''ط'' سے مراد طیب اور ''س'' سے مراد سمیع اور ''میم'' سے مراد علیم ہے۔

گزشتہ سورت کے آخر میں بتایا گیا تھا کہ جب انسان دعا کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قطع کر لیتا ہے تو اسے اس کے نتیجہ میں ہر قسم کی روحانی بیماریاں چمٹ جاتی ہیں۔ اس سورت میں اسی کی مثال کے طور پر ان قوموں کا ذکر ہے جن سے دعا کے انکار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہی سلوک فرمایا۔ ان سب منکر قوموں کے ذکر کے بعد اَلۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ کی جو تکرار آئی ہے وہ بتاتی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو رحیم ہونے کے سبب سے دوبارہ موقع عطا فرمایا کہ شاید وہ رجوع کریں مگر پے در پے ایسا ہوتا رہنے کے باوجود انجام کار وہ حق کو ٹھکراتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نئ رحمت کے ذریعہ ان پر نازل ہوتا رہا۔

یہاں ''اَلۡعَزِیۡزُ'' کی تکرار بتا رہی ہے کہ اللہ کے دشمنوں نے تو انبیاء کو ذلیل اور رسوا کرنے کی کوشش کی مگر اُن کے ربِّ عزیز نے ان کو دائمی عزت عطا فرمائی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اُن کے بد انجام سے ڈرا اور جو روحانی رشتہ دار تجھے عطا فرمائے گئے ہیں ان پر اپنی رحمت کے پَر جھکا دے۔ اگر کفر کرنے والے اپنے کفر پر مصر رہیں تو اعلان کر دے کہ مَیں تمہارے کفر سے بیزار ہوں اور میرا توکل تو محض اللہ ہی پر ہے جو بہت غالب اور حکمت والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے اور دعاؤں کو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اس کے بعد ایک ایسی دلیل دی گئی ہے جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء پر بہر حال شیطان نہیں اتر سکتے کیونکہ نہ وہ ''اَفَّاکٍ'' ہوتے ہیں اور نہ ''اَثِیۡمٍ''۔ یعنی وہ نہ تو جھوٹ بولنے والے ہوتے ہیں اور نہ گنہگار ہوتے ہیں اور ان کے سچے ہونے پر اُن کے گرد و پیش رہنے والے سب گواہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام کی عظمت میں ایک یہ بات بھی داخل ہے کہ یہ عظیم الشان شعریت سے پُر ہے اور قرآن کریم کی شعری فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو کر بہت سے شعراء نے شعر کہنے ہی چھوڑ دیئے تھے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں یہ گمان کرنا کہ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ ذٰلِکَ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے اس لئے غلط ہے کہ شاعر تو ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے مگر قرآن تو ایسی کتاب نہیں جو بے سبب ہر وادی میں بھٹکتی پھرے۔

اس کے ساتھ ہی ان شعر کہنے والے مسلمانوں کی بطور استثناء بریت فرما دی کہ جو ایمان لائے، نیک عمل بجالائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں اور جب اُن پر ظلم کیا گیا تو اس کا بدلہ لیتے ہیں۔ یہاں اُن مسلمان شعراء کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اُس وقت اپنے شعروں کے ذریعہ بدلہ لیا جب کفار کے بدگو شعراء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 625-626)

سورۃ النّمل

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چورانوے آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز طٰسٓ کے حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی طیب ہیں اور طیب پر شیاطین نہیں اُترا کرتے۔ اس لئے لازماً یہ ایسے طیّب خدا کا کلام ہے جو بہت حکمت والا ہے اور جس نے اپنے طیّب بندے پر طیّب اور پُر حکمت وحی نازل فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر دُہرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو وحی کے ذریعہ مبارک بھی بنا دیتا ہے۔ چنانچہ آیت نمبر 9 میں فرمایا گیا کہ اللہ کے وہ نیک بندے جو نور کی تلاش میں رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے نور کا جلوہ دکھا کر برکتوں کی طرف بلاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا گیا ہے جو بہت سے ایسے امور پر مشتمل ہے جو قرآنی محاوروں پر سے پردہ اٹھاتے ہیں اور انسان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن اس مضمون میں بہت سی ایسی متشابہات آیات ہیں جن سے دلوں کی کجی والے اور بھی بھٹک جاتے ہیں اور مضامین کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس میں سب سے زیادہ قابلِ توجہ چیز مَنۡطِقُ الطَّیۡرِ ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک مَنۡطِقُ الطَّیۡرِ تو اُن لوگوں کی زبان ہے جو پرندوں کی طرح آسمان میں اڑتے ہیں یعنی آسمانی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ یہ خیال درست نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ زبان عطا فرمائی گئی تھی جو پرندے آپس میں بولتے ہیں۔ اس سورت کی بہت سی آیات اس غلط فہمی کا ازالہ کرتی ہیں مثلاً یہ جو فرمایا گیا کہ نمل کی قوم آپس میں باتیں کر رہی تھی اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سمجھ لیا، اگر نمل سے مراد نمل کی قوم کی بجائے بعض مفسرین کے قول کے مطابق چیونٹیاں ہی لی جائیں تو چیونٹیاں تو طیر نہیں ہوتیں۔ اس لئے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ عطا کی گئی تھی، چیونٹیوں کی زبان کیسے سمجھ گئے۔

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں ایک پرندوں کی فوج بھی شامل تھی جس کا سردار ملکہ سبا کا کھوج لگاتے ہوئے اس کے دربار تک جا پہنچا تھا۔ جب اس نے واپس آکر اپنے غائب ہونے کی وجہ بیان کی تو وہ ساری باتیں جو ملکہ کے دربار میں کہی جا رہی تھیں وہ گویا اُن کو سمجھ رہا تھا حالانکہ ملکہ اور درباریوں کی زبان تو پرندوں کی زبان نہیں تھی۔ پھر جب اس نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط ملکہ کے سامنے پیش کیا تو تب بھی ملکہ اور درباریوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس ساری گفتگو کو جو انسانی زبان میں ہو رہی تھی وہ پرندہ سمجھ گیا۔ غرضیکہ اس سورت میں مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ کے متعلق فرضی قصے کہانیوں کو ردّ فرما کر اس کا یہی معنی پیش فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے بندے آسمانی زبان میں کلام کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس ملکہ کو جو سیاسی طور پر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ و السلام کی برتری کو تسلیم کر چکی تھی مگر ابھی حقیقتاً اپنے مذہب سے دستبردار ہو کر حضرت سلیمانؑ کے مذہب توحید میں داخل نہیں ہوئی تھی اس کو سمجھانے کے لئے حضرت سلیمانؑ کے کاریگروں نے آپؑ کے محل میں ایک ایسا فرش بنایا جو شیشے کی طرح چمک رہا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ فرش نہیں بلکہ پانی ہے۔ اس پر ملکہ سبا نے پانی سے بچنے کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اونچا کر لیا۔ تب حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سمجھایا کہ سورج کی بھی ایسی ہی مثال ہے کہ خود روشنی کا منبع معلوم ہوتا ہے مگر دراصل اللہ تعالیٰ کے نور سے فیضیاب ہو رہا ہوتا ہے اور سورج کو روشنی کا منبع سمجھنے والے اُسی طرح دھوکہ کھاتے ہیں جیسے ملکہ سبا کی نظر دھوکہ کھا گئی۔ یہ بات سمجھنے کے بعد وہ ملکہ اس حقیقت کو سمجھ گئی کہ ہر طرف اللہ تعالیٰ ہی کا جلوہ ہے اور باقی سب جلوے نظر کا دھوکہ ہیں۔

اس کے بعد مسلسل ایسے نبیوں کا ذکر ہے جنہوں نے توحید کا جھنڈا اٹھایا تو مشرک قوموں نے جیسا کہ سبا کی قوم مشرک تھی ان کو بار بار ردّ کر دیا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نے سبا کی قوم کو تو ہدایت پانے کی وجہ سے معاف فرما دیا لیکن وہ لوگ پے در پے شرک کا رستہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔

اس کے بعد پھر یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا مضمون انبیاء پر بارش کی طرح نازل ہوتا ہے جو زندگی کا سرچشمہ ہے۔ مادی زندگی بھی

اس آسمانی پانی سے عطا ہوتی ہے اور روحانی زندگی بھی انبیاء کو اسی آسمانی بارش کے فیض سے نصیب ہوتی ہے۔

اس کے بعد یہ سوال اٹھایا ہے کہ زمین پر شفاف پانی برسانے کا جو نظام ہے کیا وہ اللہ کے سوا کوئی اور فرضی معبود بھی بنا سکتا تھا اور اس بات پر اس مضمون کو ختم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندروں کے درمیان ایک روک پیدا کی ہوئی ہے۔ یہ مضمون وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمانی پانی کی طرح نازل ہوا اور آپ کے زمانہ میں ہرگز ایسی سائنسی یا جغرافیائی معلومات موجود نہ تھیں۔ قرآن کریم نے دو سمندروں کے درمیان روک کا جو مضمون بیان فرمایا، دراصل اس میں ایک پیشگوئی مضمر تھی جو ظاہر ہونے پر اہلِ علم کے لئے بہت ایمان افروز ثابت ہونی چاہئے تھی۔ یعنی جن سمندروں کے درمیان ایک ناقابلِ عبور روک بنا دی گئی تھی، اللہ تعالیٰ ان سمندروں کا ملا دے گا اس مضمون کی واضح پیش گوئی دو دوسری آیات میں مذکور ہے۔

اب وہی دعا کا مضمون جو گزشتہ چند سورتوں میں مسلسل جاری ہے، پھر چھیڑتے ہوئے فرمایا کہ جب ایک مضطر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس مضمون کا بھی سمندروں سے تعلق ہے جیسا کہ دوسری آیات میں بیان فرمایا کہ جب سمندروں کے طوفان میں گھِر کر بعض لوگ مایوس ہو جاتے ہیں اور سخت بے چینی اور بے قراری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو وہ ان کو ہولناک طوفانوں سے بچا کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر اس نجات کے باوجود جب ان میں سے بعض پھر واپس شرک کی طرف لوٹ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں خشکی میں ہی غرق کر دے۔ اس مضمون کو تفصیل سے دوسری آیات میں بیان فرمایا گیا ہے اور خشک زمین میں دھنسائے جانے والوں کا ذکر بھی قرآن کریم میں ملتا ہے جیسا کہ آج کل بھی ہم زلزلوں کی صورت میں یہ دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ انسانوں کی بڑی بڑی آبادیاں زمین پھٹنے سے زمین میں دفن ہو جاتی ہیں۔

اس مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ غور کرے کہ سمندر اور خشکی کے اندھیروں میں کون ہے جو اسے ہر قسم کے خطرات سے نجات دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟ اسی طرح فرمایا گیا کہ کون ہے جو پہلی بار تخلیق کرتا ہے اور پھر اس تخلیق کو دہراتا چلا جاتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟ اس میں یہ سبق ہے کہ جب کہ وہ دیکھتے ہیں پہلی بار بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتا ہے (ورنہ پیدائش کا آغاز کا کوئی حل نہیں) اور پھر روزانہ یہی عمل دہراتا چلا جاتا ہے کہ ہر وقت، تمام دنیا میں پانی کی برکت سے مٹی سے طرح طرح کی زندگی پیدا کرتا ہے تو وہ اس بات سے کیسے عاجز ہوسکتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو جس طرح چاہے پھر دوبارہ زندگی عطا فرمادے۔ لیکن کیونکہ ان لوگوں کو آخرت کا کوئی علم نہیں اس لئے اپنے احیاء نو سے متعلق ہمیشہ شک میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس پس منظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کفار اور مشرکین کی مثال تو مُردوں کی سی ہے اور مُردوں تک تیری پکار نہیں پہنچ سکتی۔ پس جب تُو ان کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو ان عقل کے بہروں کو تیری پکار سنائی ہی نہیں دیتی۔ اسی طرح اندھوں کو بھی تیرا نور کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا کیونکہ نور کے پیچھے چلنے کے لئے آنکھوں میں بھی تو روشنی ہونی چاہئے۔

پھر آیت 83 میں زمین پر جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا اِنذار فرمایا گیا کہ زمین پر چلنے پھرنے والا ہی ایک جانور ان کو سزا دینے کے لئے مقرر کیا جائے گا۔ تُکَلِّمُھُمۡ کے دونوں معنی یہاں اطلاق پاتے ہیں۔ ایک معنی تو یہ ہے کہ وہ ان سے کلام کرے گا۔ یعنی زبانِ حال سے ان سے کلام کرے گا۔ اور دوسرا معنی ہے ان کو کاٹے گا جس کی وجہ سے وہ نہایت ہولناک بیماری کا شکار ہو جائیں گے۔ پس اس آیتِ کریمہ میں دَابَّۃُ الۡاَرۡضِ یعنی اُن چوہوں کا ذکر ہے جو دَابَّۃ بھی ہیں اور زمین میں طاعون پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کی پیٹھوں پر وہ کیڑے سوار ہوتے ہیں جن کے کاٹنے سے طاعون پھیلتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پہاڑوں کو جامد سمجھتے تھے لیکن اس سورت کی آیت نمبر 89 بیان کرتی ہے کہ وہ بادلوں کی طرح مسلسل اُڑ رہے ہیں حالانکہ بہت مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوئے بھی ہیں۔ اس کا اس کے سوا کوئی استنباط نہیں ہوسکتا کہ زمین سمیت وہ بادلوں کی طرح گھوم رہے ہیں۔ اس آیت کے آخری ٹکڑے نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی صنعت جس نے مضبوطی سے ان پہاڑوں کو زمین میں گاڑا ہوا ہے کیسے تنقید کا نشانہ بنائی جا سکتی ہے؟ یہاں اس وہم کا ازالہ فرمایا گیا کہ یہ واقعہ قیامت کے دن ہو گا۔ قیامت کے دن تو کوئی آنکھ ان پہاڑوں کو اُڑتا ہوا نہیں دیکھے گی اور اگر پہاڑ اُڑے بھی تو اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ کے دعوی کے برخلاف ہو گا اس لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہتا کہ انسان یہ تسلیم کرے کہ پہاڑ زمین میں ایسے گردش کر رہے ہیں جیسے آسمان پر بادل رواں دواں ہیں۔ یہ باتیں اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ اہلِ علم کو یقین کامل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ربّ ایک عظیم صنّاع ہے۔ اس سورت کی آخری آیت میں یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ جن نشانات کا ذکر گزرا ہے وہ ضرور بنی نوع انسان کو دکھا دیئے جائیں گے جس میں زمینی نشانات بھی ہیں اور آسمانی نشانات بھی اور آئندہ زمانہ کے اہلِ علم اس بات کی گواہی دیں گے کہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا بعینہٖ ویسا ہی ہوا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 647-650)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اور چوہڑے چمار بیعت کر رہے ہیں، مسیح بن گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اس جواب میں فرمایا جو انہوں نے خود تو نہیں کہا ہوگا، یا ہوسکتا ہے خبر پہنچی ہو کہ پہلے مسیح ناصری کی بیعت بھی غریب لوگوں نے کی تھی)۔ میرے بھی پہلے غریب لوگ ہوئے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا: مجھے سچا جانو۔ (جو نصائح فرمائیں ایک یہ کہ کامل یقین ہو میری سچائی پر) دوسرے پنج وقت نماز ادا کرو اور تیسری بات کبھی جھوٹ نہیں بولنا۔ اور یہ فرما کر مجھے اجازت دے دی۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 193 تا 195 روایات میاں سوہنے خاں صاحب سکنہ میلانہ)

تو یہ تین نصیحتیں ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ حضرت فضل الٰہی صاحبؓ ولد محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اماں جان سیر کرتے ہوئے ہمارے گاؤں آئے۔ جب واپس جانے لگے تو حکم کیا کہ پانی پلاؤ۔ (حضرت اماں جان کو پیاس لگی۔ اُن کی بھی اطاعت کا چھوٹا سا واقعہ ہے)۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھے گلاس میں پانی ڈال کر دیا اور کہا کہ لے جاؤ۔ میں جلدی سے اُن کے پاس پانی لے گیا اور اماں جان اور حضرت صاحب راستے میں کھڑے تھے۔ اماں جان کو میں نے پانی دیا۔ انہوں نے پکڑ کر پینا شروع کیا۔ حضرت صاحب نے صرف اتنا لفظ کہا کہ پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔ اماں جان نے صرف ایک گھونٹ پانی پیا تھا۔ یہ بات سن کر فوراً بیٹھ گئے اور باقی پانی بیٹھ کر پیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 353 روایات حضرت فضل الٰہی صاحب)

حضرت نظام الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اُس زمانے میں دستور تھا کہ پہلے سب مہمان گول کمرہ میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس فداہ اَبی واُمّی کو اطلاع پہنچائی جاتی کہ حضور تمام خادم حاضر ہیں۔ ایک دن حضرت اقدس پہلے ہی تشریف فرما ہو گئے تو حضرت خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تشریف نہ لائے تھے۔ اس غلام کو حضور نے فرمایا کہ جاؤ مولوی صاحب کو بلا لاؤ۔ بندہ دوڑتا ہوا مطب میں گیا اور حضرت اقدس کا ارشاد عرض کیا۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے (سوال کیا) کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں؟ بندے نے کہا: ہاں اور کہا کہ جناب کو یاد فرمایا ہے۔ اس پر حضرت خلیفہ اول مطب سے دوڑ پڑے اور گول کمرہ تک دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ مجلس میں حضرت خلیفہ اوّل عموماً سرنگوں رہتے تھے (نیچا سر کئے بیٹھے رہتے تھے) سوائے اس صورت کے کہ حضرت اقدس خود مخاطب فرمائیں ورنہ دیر تک سرنگوں رہتے تھے۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 106 تتمہ روایات نظام الدین صاحب)

(خطبہ جمعہ 25 مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مستری احمد دین بھیروی رضی اللہ عنہ

تعارف صحابہ کرامؓ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرزمین بھیرہ سے مخلصین کی ایک بڑی تعداد کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت و زیارت کا شرف میسر آیا، انہی مخلصین میں ایک نام حضرت مستری احمد دین رضی اللہ عنہ ولد حافظ محمد اسماعیل صاحب قوم جنجوعہ راجپوت کا بھی ہے۔ آپ ایک نیک سیرت، مخلص اور غیور احمدی تھے۔ آپ کے بیٹے حضرت محمد نور الٰہی جنجوعہ صاحب (ولادت: 1893ء۔ وفات: 31/ جنوری 1973ء) بیان کرتے ہیں:

''میری پیدائش کے وقت میرے والدین احمدی نہ تھے لیکن تھوڑا عرصہ بعد غالباً 1894ء میں ہی انہیں بذریعہ خط بیعت کی سعادت نصیب ہوئی پھر قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بھی بیعت کرنے کا شرف نصیب ہوا ..... میرے والد صاحب مستری احمد الدین کا ذریعہ معاش آخری ایام میں محض زراعت تھا، پٹہ پر زمین لے کر مزارعین سے کاشت کرواتے تھے۔ وہ ابتداءً کٹر اہل حدیث تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور مولوی حکیم فضل دین صاحب کی ہم صحبتی نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت نصیب کی..... والد صاحب مرحوم زندگی بھر جماعت احمدیہ بھیرہ کے سیکرٹری رہے، وہی امام الصلوٰۃ تھے۔ تبلیغ کا از حد شوق تھا۔ بھیرہ کی گھاس منڈی میں جہاں عیسائی مشنری لیکچر دیا کرتے تھے ان سے مباحثے کرتے اور لیکچر بھی دیا کرتے تھے۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں اخبار بدر و الفضل و الحکم میں غیر مبائعین کے خلاف ان کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے ..... آپ تہجد کی نماز پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ غربا پروری کا اتنا خیال تھا کہ نماز مغرب سے فارغ ہو کر محلہ میں گھر گھر گھوم کر روٹیاں اکٹھی کرتے اور صاحب ضرورت و حاجتمندوں کے گھروں پر خود جا کر پہنچا آتے۔ مسجد میں آنے والے مسافروں کی بھی خدمت کرتے تھے۔ مسجد کی صفائی اور کنویں کے چڑے کے ڈال کی مرمت خود اپنے ہاتھوں کرتے تھے۔ دکان پر سلسلہ کی جملہ کتب اور اخباریں رکھی ہوئی تھیں۔ نماز ظہر کے بعد کا تمام دن تبلیغ ہی میں گذارتے تھے۔ مسجد میں احباب جماعت کو قرآن کریم بھی پڑھاتے تھے.....''

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 355،354)

اسماء حاضرین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی جون 1897ء مندرجہ کتاب تحفہ قیصریہ میں 312 نمبر پر آپ کا نام ''مستری احمد الدین صاحب۔ بھیرہ'' بھی شامل ہے، آپ خود اس موقع پر حاضر تو نہ ہو سکے لیکن اپنا چندہ بھجوایا

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 313)

قبول احمدیت کے بعد اخلاص و وفا میں بہت ترقی کی اور احمدیت کے لیے غیرت اور اس کی تبلیغ میں عمدہ نمونہ دکھایا۔ اس کے لیے آپ نے ایک طریقہ یہ اپنایا کہ قادیان سے اخبار کی دو کاپیاں منگواتے، ایک اپنے مطالعہ کے لیے اور ایک غیر از جماعت دوستوں کے لیے تا کہ سلسلہ احمدیہ سے درست آگاہی ہو، ایڈیٹر اخبار بدر ''قابل تقلید نمونہ'' کے تحت خبر دیتے ہیں:

''مستری احمد دین صاحب بھیرہ سے فرماتے ہیں کہ میرے نام آپ دو پرچہ اخبار روانہ کیا کریں کیونکہ ایک تو میں خود رکھتا ہوں اور ایک دوسرے احباب کو دکھانے کے واسطے چاہتا ہوں تا کہ ان کو نفع پہنچے۔''

(بدر 2/ جنوری 1903ء صفحہ 1)

احمدیت کے لیے اس قدر غیرت رکھتے تھے کہ آپ کے ایک حقیقی بھائی جب مخالفت احمدیت میں آگے آئے تو آپ نے اس کا بذریعہ اشتہار مقابلہ کیا اور بانگ بلند بھائی کو اس مخالفانہ حرکت سے باز آنے اور توبہ کرنے کی تجویز دی چنانچہ اخبار بدر میں ''میرا بھائی غور سے سنے'' کے تحت آپ نے لکھا: ''واضح ہو کہ میرے حقیقی بھائی محمد رمضان نے ایک کتاب شائع کی جس کا نام زمانہ مہدی رکھا۔ اس کتاب میں مصنف نے بدتہذیب اور ہتک آمیز اور توہین دہ کلمات حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حق میں استعمال کیے ہیں اور چند حدیثیں بھی لکھی ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ میرا بھائی محض جاہل ہے..... اس کی کتاب کے نکلنے پر میں نے ''مورکھ سیدھ'' یک صد روپیہ کا انعامی اشتہار دیا تھا کہ جو جو حدیثیں اس نے لکھی ہیں، ان کے معنے تو بجائے خود رہے، عبارت بھی صاف پڑھ سکتا ہے۔ اگر نہیں پڑھ سکتا ہے تو انہی حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی جونسی ہم کہیں گے، دو منصف عالموں کے روبرو صاف اور صحیح پڑھ سکے اور وہ دونوں منصف عالم اس کی صحت خوانی کی شہادت دے دیں تو ہم ایک سو روپیہ انعام مصنف مذکور کو دینے کے لیے تیار ہیں اور ایک مہینہ تک اس کو مہلت ہے۔ بعد ایک ماہ کے بصورت عدم جواب دہی اس سوال یا شرائط کے ہم اس سے یہ چاہتے ہیں کہ جماعت احمدی میں سچے دل سے داخل ہو کر بیعت خلیفۃ المسیح کی اختیار کرے ورنہ ایک سو روپیہ بیت المال سلسلہ احمدیہ میں داخل کرے۔ اب ایک ماہ یعنی یکم جولائی 1908ء سے اخیر جولائی یعنی یکم اگست تک گذر گیا..... اس کا میدان میں آنا تو درکنار بلکہ اس بیچارے نے چوں تک بھی نہ کی۔ وہ جانتا تھا کہ میں محض جاہل ہوں۔ اب اس کو چاہیے کہ یکصد روپیہ بیت المال احمدیہ میں داخل کرے یا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی بیعت اختیار کرے اور اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی بھی پوری نہ کرے گا تو یاد رکھے کہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ توبہ کرے اب بھی وقت ہے، ورنہ وہ وقت آتا ہے کہ جو حال حق کے مخالفوں کا ہوتا ہے اس کا بھی ہو۔''

(بدر 20/ اگست 1908ء صفحہ 13 کالم 1)

اوپر ذکر گزرا ہے کہ آپ نے غیر مبائعین کے پروپیگنڈے کے خلاف بھی عمدہ تحریری خدمات سرانجام دیں، مثلاً الفضل 13 مئی 1915ء صفحہ 2، الفضل 25 مئی 1914ء صفحہ 16، الفضل 6/ جون 1914ء اور اخبار فاروق 29/ مارچ 1917ء صفحہ 3-6 وغیرہ میں اس کے نمونے موجود ہیں۔

آپ نے مورخہ 18/ نومبر 1933ء کو بھیرہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے، محترم مولوی دلپذیر بھیروی صاحب نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا: ''مستری احمد دین صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھیرہ جو نہایت مخلص و پُر جوش اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے، 18/ نومبر رحلت فرما گئے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔''

(الفضل 12 دسمبر 1933ء صفحہ 2)

آپ کی اہلیہ حضرت کرم بی بی صاحبہ بھی صحابیات احمد میں شامل تھیں۔ مورخہ 25/ نومبر 1945ء کو دار الرحمت قادیان میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 1596) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ حضرت ماسٹر نور الٰہی جنجوعہ صاحبؓ لکھتے ہیں:

''میری والدہ محترمہ کرم بی بی صاحبہ بنت نظام الدین صحابیہ تھیں۔ وہ خود مجھے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم دلوانے 1906ء میں بھیرہ سے ساتھ آئی تھیں۔ آپ نہایت پاکیزہ طبیعت رکھتی تھیں۔ تمام زندگی میں میں نے ان کو ناراضگی میں بھی ہم بچوں کو یا کسی اور کو سخت سست الفاظ کہتے نہیں سنا تھا۔ جب ہم پر سخت غصہ آتا تو ہنس کر فرماتیں'' شالا نیک ہووو'' یعنی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بناوے۔ اللہ کرے تم نیک بن جاؤ۔ عابدہ و زاہدہ باوضو پاکیزہ حالت میں رہنے والی کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھتی تھیں.....''

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 355)

آپ کی اولاد میں سے جن کا علم ہو سکا ہے اُن میں ایک بیٹے حضرت ماسٹر نور الٰہی جنجوعہ صاحب (ولادت: 1893ء۔ بیعت: اکتوبر 1906ء۔ وفات: 31/ جنوری 1973ء) بھی صحابہ میں سے تھے۔ ایک بیٹے ڈاکٹر نور دین صاحب (ولادت: 1900ء) نے بطور امیر حلقہ بدوملہی ضلع نارووال کی خدمت کی توفیق پائی۔

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 24؍ستمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: سفر بیت المقدس کے مختصر احوال اور سادگی کے تناظر میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ صِرف اُن کا ایک غلام، کھانے کے لیئے کچھ ستّو اور ایک لکڑی کا پیالہ تھا اور ایک اونٹ پر سوار تھے لیکن اس کے باوجود جہاں بھی یہ خبر پہنچتی کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ سے بیت المقدس کا ارادہ کیا ہے تو اِس کا کیا اثر تھا؟

جواب: زمین کانپ اٹھتی تھی!

سوال: وہ کونسا شہر تھا جس میں بیت المقدس موجود ہے؟

جواب: ایلیاء

سوال: طبری کی ایک روایت کے مطابق حضرت عَمروؓ بن العاص نے حضرت عمر فاروقؓ کو ایک خط بھیجا، اِس میں آپؓ نے کیا تجویز کیا تھا نیز خط ملنے پر حضرت عمر فاروقؓ کیا سمجھ گئے؟

جواب: مجھے انتہائی گھمسان کی جنگیں درپیش ہیں اور کئی شہر ہیں جن سے جنگیں ابھی باقی ہیں، آپؓ کے ارشاد کا منتظر ہوں!؍ حضرت عَمروؓ نے یہ بات پوری معلومات کے بعد ہی لکھی ہو گی، پھر آپؓ نے لوگوں میں اپنے سفر کی منادی کروادِی اور سفر کے لیے کُوچ کیا۔

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طبری کی درج ذیل دوسری روایت کی بابت بعض مؤرّخین نیز محمد حسین ہیکل کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی شام میں تشریف آوری کے متعلّق کہ اِس کا سبب دراصل یہ پیش آیا تھا کہ حضرت ابوعُبیدہؓ بیت المقدس پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے اُن سے شام کے دیگر شہروں کے معاہداتِ صلح کے مطابق صلح کرنی چاہی اور اُن کی خواہش یہ بھی تھی کہ اِس معاہدۂ صلح میں مسلمانوں کی طرف سے سربراہ کی حیثیّت سے حضرت عمرؓ بھی شرکت کریں؟

جواب: اِس روایت پر بعض مؤرّخین کو تسلّی نہیں ہے، محمد حسین ہیکل اِس حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اِس روایت کو حقیقت سے بعید سمجھیں، جس کا بیان یہ ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید یا حضرت

جواب: یہ اُس مُقاوَمَت سے اتفاق رکھتی ہے یعنی جو مقابلہ ہو رہا تھا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بیت المقدس نے مختلف زمانوں میں ہر حملہ آور کے مقابلہ میں ظاہر کی۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کی بیت المقدس تشریف آوری اور تکمیلِ صلح کی بابت محمد حسین ہیکل نے اپنے کن تعجّبات کا اظہار کیا ہے؟

جواب: حضرت عمرؓ محض صلح کی تکمیل اور عہد نامہ کی تسویط یعنی تنفیذ کے لیے لشکر کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔ اہلِ بیت المقدس صلح کی تکمیل کے لیے حضرت عمرؓ کے مدینہ سے تشریف لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں اگر مدینہ سے کوئی قافلہ لگاتار سفر کر کے اُن کی طرف آئے تو پورے تین ہفتے لگیں گے۔

سوال: محمد حسین ہیکل کے نزدیک کن وجوہات کی بناء پر حضرت عمر فاروقؓ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا؟

جواب: طوالتِ محاصرہ اور حضرت عَمروؓ بن العاصؓ کے اُن خطوط سے جن میں دشمن کی طاقت کا ذکر کر کے مدد طلب کی گئی تھی چنانچہ جب اُن سے نئی کمک طلب کی گئی تو اُس کے ساتھ آپؓ بھی روانہ ہو گئے۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے صحرائے شام اور سرزمینِ اُردن میں واقع کس جگہ پر قیام فرمایا نیز کس غرض سے حضرت ابوعُبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو وہیں آ ملنے کا حکم بھیجا؟

جواب: جابیّہ؍ تا کہ آپؓ اِن سے اور فوج کے دوسرے سرداروں سے مشورہ کے بعد بیت المقدس کی مہم سَر کرنے کی کوئی مفید ترین راہ تلاش کر سکیں۔

سوال: اَطرَبُون اور صفرنیوس کے ناموں کے اختلاف کے بارہ میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: عربی کتب میں یہ نام ارطبون لکھا ہے لیکن ہیکل کے نزدیک وہ درست نہیں ہے، اِس کی تحقیق کے مطابق نام اَطرَبُون ہے اور صفرنیوس کا نام عربی کتب میں صفرونیوس ہے۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے مشاورت طلب کرنے پر کنہوں نے یہ رائے دی! عیسائی مرعوب و شکستہ دل ہو چکے ہیں، آپؓ اِن کی اِس درخواست کو ردّ کر دیں تو اِن کو اور بھی ذلّت ہو گی اور یہ سمجھ کر کہ مسلمان اُن کو بالکل حقیر سمجھتے ہیں بغیر شرط کے ہتھیار ڈال دیں گے؟

جواب: حضرت عثمان غنیؓ

سوال: حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت عثمانؓ کی رائے کے برخلاف، حضرت عمرؓ کو ایلیاء جانے کا مشورہ کس بنیاد پر دیا؟

جواب: مسلمانوں نے سردی، جنگ اور لمبے قیام کی غیر معمولی مشقّت برداشت کی ہے اگر آپؓ تشریف لے جائیں گے تو اِس میں آپؓ کے اور مسلمانوں کے لیے امن و عافیّت اور بہتری ہے۔

سوال: حضرت عمرؓ اپنے سفرِ بیت المقدس کے دوران آغاز سے لیکر واپس تشریف لانے تک کس قول کو ہر صبح کہتے رہے اور اِس کو ترک نہ کیا یعنی یہی ایک ہی پیغام روزانہ دیتے تھے؟

جواب: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں اسلام اور ایمان سے عزّت بخشی اور محمد ﷺ کے ذریعہ ہمیں شرف بخشا اور ہمیں آپ کے ذریعہ گمراہی سے ہدایت فرمائی اور گروہوں میں تقسیم کے بالمقابل ہمیں اکٹھا کیا اور ہمارے دلوں میں الفت پیدا کی اور دشمنوں کے بالمقابل آپ کے ذریعہ ہماری نصرت فرمائی اور ہمیں مختلف شہروں میں متمکّن کیا اور آپ کے ذریعہ ہمیں آپس میں محبّت کرنے والے بھائی بھائی بنا دیا، پس تم لوگ اِن نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور اِس سے مزید مدد طلب کرو اَور اِن نعمتوں پر اللہ تعالیٰ سے شکر کی توفیق مانگو اور وہ نعمتیں جن میں تم چلتے پھرتے ہو اُن سے متعلّق اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تم پر اُن کو پورا کر دے کیونکہ اللہ عزّ و جل اپنی جانب رغبت چاہتا ہے اور وہ شکر گزاروں پر اپنی نعمتوں کو مکمل کرتا ہے۔

سوال: شام میں رہ کر افسروں میں سادگی باقی نہیں رہی تھی، یہ لوگ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے کس ہیئت سے آئے نیز اِس پر آپؓ نے کس ردّ عمل کا اظہار کیا؟

جواب: بدن پر حریر و دِیباج کی چِکنی اور پُر تکلّف قبائیں تھیں اور زرق برق پوشاک اور ظاہری شان و شوکت سے عجمی معلوم ہوتے تھے؍ آپؓ کو سخت غصّہ آیا اور گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر اُن کی طرف پھینکے۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے استفسار کہ اِس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں ہیں، اِن لوگوں نے کیا عرض کی نیز اِس پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: قباؤں کے نیچے ہتھیار ہیں یعنی سپہ گری کا جوہر ہاتھ سے نہیں ہم نے دیا؍ اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے کہ ظاہری رکھ رکھاؤ تم نے اِن لوگوں کو دکھانے کے لیے کیا ہے اور اندر سے تمہارا حلیہ عربوں والا ہی ہے۔

سوال: حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کی امیر المؤمنینؓ کی خدمت میں کی گئی درج ذیل پیشکش پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا کہ اگر آپؓ یہ سفید کپڑے پہنیں اور اِن عمدہ سواریوں پر سوار ہوں اور اِس بہت زیادہ اناج اور غلّہ میں سے مسلمانوں کو کھانے کے لیے دیں تو ایسا کرنا شہرت کا باعث ہو گا اور امورِ سلطنت کی ادائیگی میں آپؓ کے لیے زیادہ زینت کا باعث ہو گا اور عجمیوں کے نزدیک آپؓ کی زیادہ عظمت کا موجب ہو گا؟

جواب: اے یزیدؓ! نہیں، اللہ کی قسم! مَیں اِس ہیئت اور حالت کو ترک نہیں کروں گا جس پر مَیں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چھوڑا تھا یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ۔۔۔مَیں لوگوں کے لیے زینت و زیبائش اختیار نہیں کروں گا کیونکہ مَیں ڈرتا ہوں کہ ایسا کرنا کہیں مجھے میرے ربّ کے ہاں عیب دار نہ کر دے اور مَیں نہیں چاہتا کہ لوگوں کے ہاں تو میرا معاملہ عظمت اختیار کر جائے اور اللہ کے حضور بہت چھوٹا ہو جائے۔

سوال: مسلمانوں اور اہلِ ایلیاء کے درمیان اکثر مؤرّخین کے مطابق صلح نامہ کا معاہدہ کہاں ہوا، اِس کی تحریر کہاں درج ہے نیز اِس معاہدہ پر کن کی گواہی ثبت تھی؟

جواب: جابِیَہ، تاریخ طبری/ حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت عَمروؓ بن العاص، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت معاویہؓ بن ابوسفیانؓ

سوال: تاریخ ابنِ خلدون میں اِس معاہدہ کے حوالہ سے کن تین باتوں کے ثبوت کا لکھا گیا ہے؟

جواب: مسلمانوں نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا۔ اُن کے عہدِ حکومت میں دوسرے مذاہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ غیر قوموں سے زبردستی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا، اُن کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں اُن کو امن دیا گیا تھا۔

سوال: حضرت امیرالمؤمنینؓ نے تمام کاموں سے فارغ ہو کر فلسطین پر کون سے دو حاکم مقرر فرمائے اور ملک کا آدھا آدھا حصّہ اِن دونوں میں بانٹ دیا نیز اِن کے مرکزِ حکومت کیا قرار پائے؟

جواب: علقمہ بن حکیم/ رملہ اور علقمہ بن مجزّز/ ایلیاء

سوال: بیت المقدس تشریف آوری کے وقت حضرت عمرؓ کا لباس اور سامان بالکل سادہ تھا، مسلمانوں نے کس سوچ کی بناء پر آپؓ کو قیمتی پوشاک دی نیز اس پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: عیسائی کیا کہیں گے/ خدا نے ہمیں جو عزّت دی ہے وہ اسلام کی عزّت ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

سوال: کہاں تشریف آوری کے بعد حضرت عمرؓ نے عیسائیوں کے گرجا کی سیر کی، نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی لیکن آپؓ نے کس خیال سے باہر نکل کر نماز پڑھی؟

جواب: مسجد اقصیٰ/ آئندہ نسلیں اِس کو حجّت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے کنہیں فرمایا! تمہارے سواءلشکر کے اُمراء میں سے کوئی ایسا امیر نہیں جس نے میری دعوت نہ کی ہو، اِس پر اُنہوں نے کیا عرض کی نیز اُن کے خیمہ کا منظر دیکھنے پر آپؓ نے فرطِ جذبات کا اظہار کس طرح سے فرمایا؟

جواب: حضرت ابوعُبیدہؓ سے، اے امیر المؤمنین! مَیں ڈرتا ہوں کہ اگر مَیں نے آپؓ کی دعوت کی تو آپؓ اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکیں گے/ رو پڑے! پھر حضرت ابوعبیدہ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور فرمایا! تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھیوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں مگر اُس نے دنیا سے کچھ حاصل کیا اور دنیا نے بھی اُس سے کچھ حاصل کیا ہو، سوائے تمہارے!

سوال: ایلیاء میں قیام کے دوران ایک دفعہ نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے حضرت بلالؓ کے حوالہ سے کس حکم کا اصرار کیا نیز اِس پر حضرت بلالؓ نے کیا کہا؟

جواب: اذان دینے/ مَیں عزم کر چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے اذان نہ دوں گا لیکن آپؓ کا ارشاد بجا لاؤں گا۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے حکم پر جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو صحابہ کرامؓ اور آپؓ پر کس قسم کی رقّت طاری ہوئی؟

جواب: تمام صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ یاد آ گیا اور اُن پر اتنی رقّت طاری ہوئی کہ وہ روتے روتے بے تاب ہو گئے، حضرت عمرؓ بھی اتنے بے تاب ہوئے کہ ہچکی بندھ گئی اور دیر تک اِس کا اثر رہا۔

سوال: رومیوں کی طرف سے کب ایک آخری کوشش ہوئی اور اُسی کی وجہ سے ہی مسلمانوں کی شام پر مکمل فتح ہوئی؟

جواب: 17/ ہجری

سوال: اہلِ جزیرہ نے یزدجرد کے رَے فرار ہو جانے نیز اُس کی طرف سے مایوس ہو کر ہرقل کو کیا لکھا؟

جواب: اگر وہ مسلمانوں سے لڑنے اور اُنہیں اِن کے مقبوضات سے نکال باہر کرنے کے لیے بحری راستہ سے لشکر بھیجے تو وہ اُس کی مدد کریں گے۔

سوال: اہلِ جزیرہ کے مطالبہ پر مائل ہو کر ہرقل نے اپنے خط میں قبائل کو جوش دلایا، اُن کی ہمتیں بڑھائیں اور لکھا کہ جہازوں کو حکم دے دیا گیا ہے وہ فوج اور سامانِ جنگ لے کر اسکندریہ سے انطاکیہ پہنچ رہے ہیں، یہ خط ملنے پر یہ قبائل اپنی کتنی فوج لے کر جزیرہ سے حِمص کی طرف روانہ ہو گئے؟

جواب: تیس/ ہزار (علاوہ اس فوج کے جو ہرقل نے بحری جہازوں کے ذریعہ انطاکیہ بھیجی تھی)

سوال: ہرقل کے جہاز انطاکیہ پہنچنے نیز شہر کے دروازے رومی فوج کے لیے کھلنے پر کیا ہوا؟

جواب: رعایا مسلمانوں کے خلاف ہوگئی اور تمام شمالی شام میں بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے، حضرت ابوعُبیدہؓ نے اپنے آپ کو حِمص میں محصور پایا، جسے باغیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ کا خط جب بارگاہِ خلافت میں پہنچا تو حضرت عمر فاروقؓ نے کیا ارشاد فرمایا نیز آپؓ نے کسے فوری حکم دے کر روانہ کیا کہ جس دن تمہارے پاس خط پہنچے اِسی دن قعقاعؓ بن عَمرو کو امدادی فوج کے ساتھ حِمص بھیج دو، ابوعُبیدہؓ وہاں محصور ہیں؟

جواب: مسلمانوں کا یہ عظیم سپہ سالار ایک بہت بڑے خطرے میں گِھر گیا ہے/ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت قعقاعؓ بن عَمرو کی کُوفہ سے روانگی کا حکم دینے کے بعد مزید جو احکام صادر فرمائے وہ کس چیز کے آئینہ دار تھے؟

جواب: آپؓ کے تدبّر اور دُور اندیشی

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ اور اُن کی فوجوں پر جو دباؤ بڑھ رہا تھا اُس میں تخفیف کی غرض سے حضرت عمر فاروقؓ نے کیا تدبیر کی؟

جواب: جزیرہ سے حِمص آنے والے قبائل نے یہ جرأت اِس لیے کی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ اُن کی بستیاں اسلامی حملوں کی زد سے باہر ہیں پس اگر اُن کی بستیوں پر حملہ کر دیا جائے تو یہ قبائل اُلٹے پاؤں واپس ہو جائیں گے۔

سوال: بار بار شکست کھانے کے باوجود ہرقل کی بحری راستے سے فوجیں بھیجنے کی وجہ کے متعلق حضرت عمرؓ نے کیا اندازہ فرمایا تھا؟

جواب: اِسے اپنی قوت پر اعتماد ہے اور وہ یقین رکھتا ہے کہ اُس میں تنہا مسلمانوں کے مقابلہ کی قدرت ہے، اِس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اسکندریہ سے جہازوں پر آنے والی فوجوں کا کمانڈر اُس نے اپنے بیٹے قسطنطین کو بنایا ہے۔

سوال: کن کی پلاننگ کے مطابق قعقاعؓ بن عَمرو اپنے ساتھ چار ہزار شاہسواروں کو لیکر حِمص روانہ ہوئے، سہیل بن عدی، عبداللہ بن عِتبان، ولید بن عُقبہ اور عیاض بن غنم اہلِ جزیرہ کی گوشالی کے لیے اُن کے مختلف شہروں میں چلے گئے؟

جواب: حضرت عمر فاروقؓ

سوال: اہلِ جزیرہ نے محاصرہ حِمص میں رومیوں کا ساتھ دیا تھا مگر بعد ازاں کس وجہ سے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا؟

جواب: اُنہیں عراق سے اسلامی فوج کی آمد کی اطلاع ہوگئی لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ فوج ہمارے شہر جزیرہ پر حملہ کرے گی یا حِمص پر اِس لیے وہ اپنے شہر اور بھائیوں کی حفاظت میں لگ گئے۔

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ جزیرہ کے قبائل اپنے مُلک واپس چلے گئے ہیں اور اُن کے مقابلہ پر صرف ہرقل کا لشکر رہ گیا ہے، اِس پر اُنہوں نے اپنی فوج سے سرداروں کو بلا کر کیا کہا نیز سپاہیوں سے جوشیلے خطاب میں کیا فرمایا؟

جواب: وہ رومیوں کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکلنا چاہتے ہیں/ مسلمانو! آج جو ثابت قدم رہ گیا وہ اگر زندہ بچا تو مُلک و مال اُس کو ملے گا اور اگر مارا گیا تو شہادت کی دولت ملے گی اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اِس حال میں مرے کہ وہ مشرک نہ ہو تو وہ ضرور جنّت میں داخل ہو گا۔

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ کے قاصد نے حضرت عمر فاروقؓ کو بیان کیا کہ قعقاعؓ بن عَمرو کے حِمص پہنچنے سے تین دن پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رومیوں پر فتح یاب کر دیا ہے نیز رائے معلوم کی کہ قعقاعؓ اور اُس کی فوج کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیا جائے یا نہیں؟

جواب: آپؓ نے حضرت امین الامّت حضرت ابوعُبیدہؓ کو خط لکھا! اہلِ کوفہ کو مالِ غنیمت کی تقسیم میں شریک کیا جائے کہ اُن کی آمد کی خبر ہی نے دشمن کے دل پر رعب طاری کیا تھا جس کی وجہ سے اُس نے شکست کھائی، اللہ کوفہ والوں کو جزائے خیر دے کہ اپنے علاقہ کی حفاظت اور دوسرے شہر والوں کی اعانت کرتے ہیں۔

سوال: اِس شکست کے بعد کس پر اتنی مایوسی چھاگئی کہ وہ پھر کبھی شام کا رخ نہ کر سکا نیز کب فوت ہوا؟

جواب: قیصر (ہرقل)، 20/ ہجری بمطابق 641ء

سوال: کون اُن ابتدائی اساتذہ میں سے تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں اُستاد مقرر فرمایا تھا؟

جواب: حضرت چوہدری اسکندر علی صاحبؓ

عاطف وقاص۔ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 23

گزشتہ چند اسباق سے حروفِ ربط پر بحث جاری ہے۔ آج بھی اسی سلسلے میں بات ہوگی

فہرست حروفِ ربط

بنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہوچکا ہے

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، پاس، بنا، بغیر، لیے، پار، پیچھے، موافق، بھروسے، بیچ، پرے، سمیت، سنگ، سپرد اور روبرو

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں

باوجود، باوصف، بجز، برخلاف، برعکس

Despite/ In spite of/ regardless/ disregarding، باوصف باوجود

آسان اردو میں اس کے معنی ہیں: (کسی بات کے) ہوتے ہوئے، اس پر بھی، اس کے بعد بھی

مزید سمجھنے کے لیے ہم مندرجہ ذیل امثال پہ غور کرتے ہیں۔

والدین کی نصیحت کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا۔

یعنی ماں باپ سمجھاتے ہیں، مگر وہ نماز نہیں پڑھتا۔

بارش کے باوجود اجتماع کے ورزشی مقابلے منعقد ہوئے۔

یعنی بارش ایک کام کو روک نہ سکی۔

اعتراضوں کے باوجود اس کی دلیل مضبوط تھی۔

یہاں باوجود کا مطلب ہے کہ بہتری کا امکان موجود ہے مگر دلیل مضبوط ہے۔

بجز، علاوہ، بدون، سوا، سوائے Except/ save/ beside

بجز اور بدون کا استعمال قدیم اردو زبان میں کثرت سے ملتا ہے۔ تاہم موجودہ دور کی جدید اردو میں ان کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔موجودہ دور میں علاوہ یا سوا کا استعمال کیا جاتا ہے۔

امثال

اب بجز دعا کہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

یعنی ہر طرف سے ناکامی ہوگئی ہے صرف دعا سے ہی کام ہوسکتا ہے۔

برخلاف، برعکس Contrary/ unlike/ inverse/ vice versa

یہ حرف ربط اس صورت میں استعمال ہوتے ہیں جب معاملات حقائق یا توقعات سے مختلف ہوں۔ جیسے یہ کہا جائے کہ انتخابات کے نتائج امیدوں کے برعکس نکلے ہیں۔ اسی طرح یہ مثال دیکھیے کہ آپ واقعات حقائق کے برخلاف بیان کر رہے ہیں۔

مزید امثال

والدین کی نصیحتوں کے برخلاف اس نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔

یعنی اس نے والدین کی رائے سے اختلاف کیا۔

وہ اپنے وعدے کے برخلاف واپس چلا گیا۔

یعنی وعدہ نہیں نبھایا۔ وعدہ خلافی کی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا۔ مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر بعض عجیب وغریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک ھم وغم کی بھی حالت ہے۔ ان اختلافات حالات اور تغیر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے۔

اگرؔ دنیا یک دستور ماندے
بسا اسرارہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ھم وغم دنیا میں نہیں پہنچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشا تو ہو نہیں سکتا کہ ان کو کسی لڑائی کے لیے طیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضاء جو حرکت کو چاہتے ہیں۔ اگر ان کو بالکل بے کار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اس طرح پر اس کو پورا کیا جائے۔ بظاہر ورزش کرنے سے اعضاء کو تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح پر ہماری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے۔ تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے۔ جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔ جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف کے پہنچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے، مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر اس قسم کی ابتلاء آویں اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین بڑھے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 1،2 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

مصالح: مصلحت، حکمت یعنی ایسی بات جو فائدہ مند ہو مگر چھپی ہو

امور: امر کی جمع مطلب معاملات، باتیں، نکات۔

عجیب وغریب اوقات: Weird times and events

ھم وغم: دکھ پریشانی، غم

اختلافاتِ حالات: حالات کا بدلنا، اچھے اور برے حالات کا آنا جانا

تغیر و تبدیل اوقات: تغیر کا مطلب ہے تبدیلی یعنی کسی چیز کا وقت، جگہ، حالات وغیرہ کے مطابق بدل جانا۔ جیسے ایک انسان کی عمر ہر وقت تغیر میں ہے یعنی بدل رہی ہے۔ اوقات، وقت کی جمع ہے، یہاں مراد ہے حالات و واقعات۔

عجیب در عجیب قدرتیں: یعنی خدا تعالیٰ کی طاقتیں مختلف طریق سے سامنے آتی ہیں۔ جو مشکل حالات کے بغیر انسان دیکھ نہیں سکتا۔

اگر دنیا یک دستور ماندے: اگر دنیا ایک ہی طریق سے چلے، یعنی سب کے حالات ایک جیسے ہوں۔

بسا اسرارہا مستور ماندے: تو بہت سے راز یعنی علوم اس کو حاصل ہی نہ ہوں۔ جیسے اگر صرف بیماری ہی کی مثال دیکھیں تو ہر مرض بہت سے ایسے امراض کے علاج کا راستہ بھی کھول دیتا ہے جو آنے والے دنوں میں آسکتے ہیں۔ تحقیق کرنے سے انسان صرف اپنے ایک ہی مقصد تک نہیں پہنچتا بلکہ اس دوران اس پر مزید علوم کے راستے کھلتے ہیں۔

Exercises,drills,and disciplinary actions

ورزش و قواعد

قواعد: قاعدہ کی جمع ہے اس کا معنی ہے اصول، طریق، قانون وغیرہ۔

سررشتہ تعلیم کے افسر: نظام تعلیم کے افسر۔

منشا: ارادہ، منصوبہ

طیار: تیار کی قدیم تحریری شکل۔

اعضاء: عضو کی جمع یعنی جسم کے حصے، بازو، ٹانگیں، دل، پھیپھڑے وغیرہ۔

تکان: تھکاوٹ، تھکان

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالنور۔مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

عشرہ تحریک جدید، ستمبر 2021 آئیوری کوسٹ

جماعتی روایات کے مطابق احباب جماعت میں نظامِ تحریک جدید کی اہمیت کو بیدار رکھنے کے لئے عموماً سال میں دو مرتبہ عشرہ تحریک جدید منایا جاتا ہے۔جس دوران افراد جماعت کو تحریک جدید کے متعلق آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔جس میں انہیں جہاں اس تحریک کے لئے چندہ کی ادائیگی کی طرف شاملین کو توجہ دلائی جاتی ہے تو وہیں احباب جماعت کو تحریک جدید کے بقیہ مطالبات مثلاً سادہ زندگی گزارنا،وقف زندگی وغیرہ کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔انھیں جماعتی روایات کو جاری رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ(côte d'ivoire)،مغربی افریقہ کو بھی سالانہ پروگرام کے تحت دوسرا عشرہ تحریک جدید مورخہ 10 ستمبر بروز جمعہ تا 20 ستمبر 2021 منانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

عشرہ کے آغاز سے قبل مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے تمام ریجنل مبلغین کو عشرہ کو کامیاب بنانے کے متعلق عمومی ہدایات دیں۔دوران عشرہ مختلف مقامات پر مبلغین و معلمین کرام نے احباب جماعت میں اس تحریک کی اہمیت کو جگانے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ خطبات بعنوان تحریک جدید کا مقامی زبان جولا (Djoula) میں ترجمہ کے ساتھ احباب جماعت کو سنوایا نیز اپنے خطبات جمعہ میں بھی تحریک جدید کے متعلق احباب جماعت کو اسکے متعلق آگاہ کیا۔اس عشرہ کے دوران آئیوری کوسٹ کے سبھی ریجنل مبلغین کرام و لوکل معلمین کرام نے کل 165 جماعتوں میں خطبات و دروس کا اہتمام کیا۔کئی مقامات پر ریجنل مبلغین کرام نے انفرادی طور پر بھی احباب جماعت سے ملاقات کر کے انھیں اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔جس میں احباب جماعت کو تحریک جدید کے ذریعے ہونے والی ترقیات نیز اس چندہ کے ذریعے ہونے والے جماعتی کاموں سے آگاہ کیا گیا اور انہیں چندہ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔چنانچہ ان جماعتوں میں کل 80 خطبات بعنوان تحریک جدید دیئے گئے جس کے شاملین کی تعداد 8000 کے قریب رہی جبکہ بعد از نماز فجر و مغرب 170دروس کے ذریعے 2100 افراد کو اس موضوع پر آگاہی دی گئی۔

ان خطبات، دروس و انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے 165 جماعتوں کے کل 6000سے زائد افراد نے لبیک کہتے ہوئے عشرہ کے دوران اس بابرکت تحریک میں الحمد للہ تقریباً ساڑھے سات لاکھ فرانک سیفا کی رقم بطور چندہ ادا کی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام احباب جماعت کے مال و نفوس میں خاص برکت عطا کرے نیز پیارے آقا کی نصائح کے مطابق انھیں حقیقی معنوں میں انفاق فی سبیل اللہ کی روح کو سمجھتے ہوئے مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرماتا جائے اور انھیں تحریک جدید کے بقیہ مطالبات پر بھی کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا کرتا جائے۔آمین

تکمیل حفظ قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 21اکتوبر 2021ء کو مدرستہ الحفظ ،جامعۃ المبشرین ، ایکفی ایکرافو گھانا کے ایک طالب علم عزیزم عثمان احمد بشیر الدین کیٹو Katu ابن مکرم الحاج علی محمد کیٹو Katu نیشنل سیکرٹری وقف جدید گھانا،جن کا تعلق کاسوا Kasoaجماعت،(گریٹر اکرا گھانا) سے ہے نے 2 سال 11 ماہ اور 21دن کی مختصر مدت میں قرآن کریم مکمل حفظ کرلیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ۔

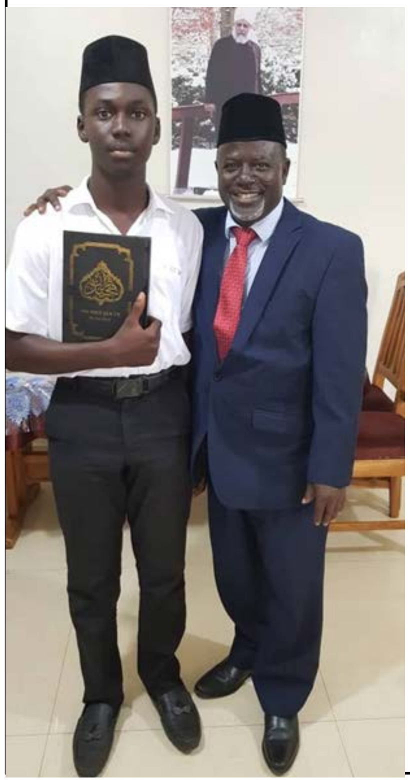

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز و سعادت عزیزم ، خاندان اور جماعت کے لئے مبارک فرمائے اور عزیزم عثمان بشیر کیٹو کے لئے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔آمین ثم آمین۔

عزیزم مدرستہ الحفظ گھانا کے 71 ویں حافظ قرآن ہیں۔ اللہ تعالیٰ مکرم انچارج صاحب مدرستہ الحفظ گھانا و اسٹاف کو بھی اپنے فضلوں سے نوازے جن کی شبانہ روز محنت سے یہ بابرکت سنگ میل طے ہوا۔آمین

ادارہ الفضل اس اہم مبارک کامیابی اور سعادت پانے پر عزیزم عثمان احمد بشیر الدین اور ان کے خاندان کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔آمین

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

چھوٹی مگر سبق آموز بات

کلمہ طیبہ کی مثال

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال ایک ایسے درخت سے دی ہے جس کا تنا مضبوط ہو اور اس کے نتیجے میں اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں یعنی ایک طرف تو سچے مذہب کے پیرو اپنی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے ساری دنیا میں پھیل جائیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ اس کے ماننے والوں کو اتنی برکت دے کہ آسمان تک ان کی شاخیں پہنچ جائیں یعنی ان کی دعائیں کثرت سے قبول ہونے لگیں اور ان پر آسمانی انوار و برکات کا نزول ہو۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی از خلافت علیٰ منہاج النبوت صفحہ 469)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

11نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:10	17:40
مدینہ منورہ	05:14	17:36
قادیان	05:29	17:31
ربوہ	05:09	17:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:44	16:20